بسم اللہ الرحمن الرحیم
الصلوۃ والسلام علیک یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

اختلافات موطا امام مالک علیہ الرحمہ

ششماہی ثانی

(برائے طلبہ درجہ سابعہ)

از قلم
محمد آفاق النور قصوری
متعلم. جامعۃ المدینہ ایرمال روڈ لاہور

(1)

کتاب الصیام

ماجاء فی رؤیۃ الھلال للصیام الخ

حدیث ۷۷۵:-

عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی حضور علیہ السلام نے رمضان کا ذکر فرمایا پھر فرمایا روزہ نہ رکھو جب تک ھلال نہ دیکھ لو اور افطار نہ کرو جب تک ھلال نہ دیکھ لو پس اگر تم پر ابر آلود ہو تو اندازہ لگاؤ۔

← جب آسمان صاف ہو تو چاند دیکھ کر روزہ رکھنے میں اختلاف نہیں۔ اگر بادل چھائیں ہوں تو "فاقدروا لہ" کا فرمایا گیا ہے یعنی اندازہ لگانا اختلاف اس بات میں ہے کہ اندازہ کس اعتبار سے لگایا جائے۔

اکثر حنابلہ کے نزدیک:

ان کے نزدیک "فاقدروا لہ" کا معنی ہے "ضیقوا لہ وقدروہ تحت السحاب"

بعض شوافع:

ان کے نزدیک چاند کی منازل یعنی اس کے چھوٹے اور بڑے ہونے سے اندازہ لگایا جائے گا۔

عند ائمہ ثلاثہ:

انکے نزدیک مہینے کے شروع کے دنوں کا حساب لگا کر تیس دن پورے کیے جائیں گے۔

دوسرا اختلاف

جب زوال کے بعد چاند نظر آئے تو اس بات میں کوئی اختلاف نہیں کہ وہ چاند آنے والی رات کا ہے مگر جب چاند زوال سے پہلے نظر آئے تو اختلاف درج ذیل ہے۔

امام ثوری، ابو یوسف اور ابن وھب:

ان ائمہ کے نزدیک وہ گزری ہوئی رات کا چاند ہے۔

دلیل:

امام نخعی نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت بیان فرمائی کہ: جب تم چاند کو زوال سے پہلے دیکھو تو افطار کر لو (روزہ توڑ لو) اور جب زوال کے بعد چاند دیکھو تو افطار نہ کرو۔

بقیہ تمام ائمہ کے نزدیک:

بقیہ تمام ائمہ کے نزدیک وہ آنے والی رات کا چاند ہے

دلیل:

حضرت ابو وائل فرماتے ہیں کہ ہمارے پاس حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ کا خط آیا کہ بعض قمری مہینے بعض سے بڑے ہوتے ہیں تو جب تم دن میں چاند کو دیکھو تو افطار نہ کرو یہاں تک دو شخص گواہی نہ دے ہیں کہ وہ پچھلی رات کا چاند ہے۔

جمہور کی وجہِ ترجیح:

امام ابو یوسف کی دلیل اگرچہ واضح ہے مگر صحیح نہیں کیونکہ ابو بکر بن جصم فرماتے ہیں کہ یہ حدیث حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ثابت نہیں کیونکہ اس کو شباک نے روایت کیا ہے اور وہ مجہول ہیں۔

نوٹ:

یہ اختلاف اس وقت ہوگا جب چاند کو تیسویں دن دیکھا گیا ہو۔

فرق:

فرق صرف اتنا ہے کہ امام ابو یوسف وغیرہ قبلِ زوال اور بعد زوال کا اعتبار کرتے ہیں۔ اور جمہور دو آدمیوں کی گواہی کا اعتبار کرتے ہیں۔

تفریع

پچھلے اختلاف کے پیش نظر مسئلہ اس طرح ہو گا۔

جمہور ائمہ:

وہ چاند پچھلے دن کا نہیں اس لئے اس دن کا روزہ توڑنے سے کفارہ و قضاء نہیں ہو گی۔

دلیل:

حضرت ابن مسعود، انس اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنھم سے یہی مروی ہے۔

امام ابو یوسف:

اس پر قضاء لازم ہو گی۔ امام احمد کی بھی ایک روایت اسی موقف پر ہے۔

دلیل:

وہ فرماتے ہیں کہ یہی حضرت علی، عائشہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنھم کا قول ہے۔

وجہ ترجیح:

ہم کہتے ہیں کہ تمام صحابہ و تابعین کا جمہور کے قول پر ہی عمل رہا ہے اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث "صوموا لرؤیتہ الخ" سے بھی متبادر یہی سمجھ آتا ہے کہ مسئلہ کی بنیاد رؤیت ھلال پر ہے نہ کہ

قبل زوال ہی۔

تیسرا اختلاف

اس باب میں تیسرا اختلاف اس بارے میں ہے کہ اگر کسی نے اکیلے ہی رمضان کا چاند دیکھا تو کیا اس پر روزہ رکھنا واجب ہے یا نہیں۔

عطاء، حسن، شریک اور اسحاق:

ان ائمہ کے نزدیک جس نے اکیلے رمضان کا چاند دیکھا وہ اس وقت تک روزہ نہ رکھے جب تک حاکم یہ اعلان نہ کر دے کہ یہ رمضان کا مہینہ ہے۔

دلیل:

ان کی کوئی دلیل کتاب میں مذکور نہیں ہے۔

ائمہ اربعہ کے نزدیک:

تمام ائمہ کے نزدیک اس پر روزہ رکھنا واجب ہے اور افطار جائز نہیں ہے۔

دلیل:

حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ والی احادیث کہ "صوموا لرؤیتہ و افطروا لرؤیتہ"

امام احمد کا ایک قول:

امام احمد سے ایک ایک قول یہ بھی مروی ہے کہ وہ روزہ اس وقت رکھے جب ایک جماعت اس کے ساتھ مل جائے۔

۴. چوتھا اختلاف

پھر اگر کسی نے اس دن روزہ رکھ کر جان بوجھ کر توڑ دیا تو اس پر قضاء ہے یا کفارہ اس میں اختلاف ہے۔

عند المالکیہ:

امام مالک علیہ رحمہ فرماتے ہیں کہ جان بوجھ کر روزہ توڑنے والے پر قضاء بھی ہوگی اور کفارہ بھی۔

دلیل:

اس لئے کہ اس پر روزہ رکھنا فرض تھا تو توڑنے سے قضاء کے ساتھ کفارہ بھی لازم ہو گیا۔

عند ائمہ ثلاثہ:

اس پر صرف قضاء لازم ہوگی نہ کہ کفارہ۔

دلیل:

اس لئے کہ اگرچہ اس پر روزہ فرض تھا مگر اس میں شبہہ پیدا ہو گیا اور جس چیز میں بھی شبہہ پیدا

جائے وہاں سزا ساقط ہو جاتی ہے
جیسا کہ حدود کے معاملات میں۔

امام احمد کا قول:

امام احمد سے ایک قول
یہ بھی مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ
اگر اس شخص نے عمداً جماع کر کے
روزہ توڑا تو اس پر قضاء کے ساتھ
کفارہ بھی واجب ہوگا۔

پانچواں اختلاف

اس باب میں پانچواں اختلاف اس بارے میں
ہے کہ اگر کسی نے شوال کا چاند اکیلے ہی دیکھا
تو کیا اس پر افطار رکھنا بہتر ہے یا
روزہ رکھنا۔

عند الشوافع:

شوافع کہتے ہیں کہ اگر اسے تہمت
کا خوف ہے تو دوسروں کے سامنے اپنے آپ کو صائم دکھائے
مگر اعتقاد روزے کا نہ رکھے اور اس کے
لئے روزہ نہ رکھنا حلال ہے۔

دلیل:

اس لئے کہ جب اس نے چاند دیکھ لیا
تو اسے شوال کا یقین ہو گیا تو اس کے لئے افطار
حلال ہو گیا۔

ائمہ ثلاثہ:

ان تمام کے نزدیک اس کے لئے
یہی حکم ہے کہ وہ افطار نہ کرے کیونکہ ایسی

صورت میں لوگ اس پر تہمت لگائیں گے کہ وہ فاسق و بدعتی ہے۔

دلیل نقلی:

اس لئے کہ یہاں یہ احتمال ہے کہ ہو سکتا ہے یہ اس کا وہم ہو جیسا کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے میں ایک مرد آیا اور عرض کی کہ میں نے شوال کا چاند دیکھا ہے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اپنی آنکھیں ملو اس نے اپنی آنکھیں ملیں پھر آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا اب نظر آیا؟ تو اس نے کہا نہیں دیا تو آپ نے فرمایا کہ ہو سکتا ہے تمہاری پلکوں کا بال تمہاری آنکھوں میں آ گیا ہو اور تم نے اسے چاند گمان کر لیا ہو۔

باب من أجمع القيام الخ

عند المالکیہ:

امام مالک فرماتے ہیں کہ روزہ فرضی ہو، واجب یا نفل ہو ہر صورت میں فجر سے پہلے روزہ کی نیت کرنا ضروری ہے ورنہ روزہ نہ ہو گا۔

دلیل:

حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتے ہیں: "جس نے رات کے وقت روزہ کی نیت نہ کی تو اس کا روزہ نہ ہوا۔"

عند الشافعی:

شوافع کے نزدیک صرف نفل روزوں میں فجر کے بعد اور زوال سے پہلے نیت جائز ہے جبکہ فرض روزوں میں فجر سے پہلے نیت کرنا لازمی ہے۔

دلیل:

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت انہوں نے (فجر کے بعد) حضور علیہ السلام سے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیا ہمارے لئے کچھ ہے تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا "میں روزہ دار ہوں"

عند الاحناف:

ہمارے نزدیک روزہ فرض ہو یا نفل ہر صورت میں فجر کے بعد جبکہ زوال سے پہلے ہو روزے کی نیت جائز ہے۔

دلیل:

وہ اس لئے کہ کسی شئی کے لئے مخصوص وقت کا ہونا نیت کے قائم مقام ہوتا ہے۔

حنابلہ کا موقف:

حنابلہ اپنی کتاب "الروض المربع" میں فرماتے ہیں کہ فرض روزوں کے دنوں میں رات کے وقت ہر دن کے روزے کی نیت کرنا واجب ہے نہ کہ فرضیۃ کی نیت کرنا۔ اور فرماتے ہیں کہ نفل

روزوں کی نیت زوال کے بعد بھی کرنا جائز ہے۔

ماجاء فی تعجیل الفطر

استحباب تعجیل:

اجماع ہے اس بات پر کہ روزہ افطار کرنے میں جلدی کرنا مستحب ہے۔

اشکال:

حضرت عمر و عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے نماز کے بعد افطار کرنا منقول ہے اس کا کیا جواب ہے۔

جواب اشکال:

ان کا نماز کے بعد افطار کرنا بیانِ جواز کے لئے تھا۔ یعنی یہ بتانے کے لئے کہ تعجیل واجب نہیں ہے۔

ماجاء فی صیام الذی الخ

عند بعض اھل العلم:

بعض اہل علم فرماتے ہیں کہ جس نے جنبی ہونے کی حالت میں صبح کی تو اس کا روزہ نہ ہوگا بلکہ اس دن کی قضاء ہوگی۔

دلیل:-

فضل بن عباس سے مسلم شریف میں اور نسائی شریف میں اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے حدیث ان الفاظ کے ساتھ مذکور ہے۔ "جس نے اس حال میں صبح کی کہ وہ جنبی تھا تو وہ روزہ نہ رکھے"۔

عند الاحناف والاکثر:-

جمہور کے نزدیک

اسکی دو صورتیں ہیں۔

"1" اس صورت میں روزہ نہیں ٹوٹتا وہ ایسے کہ اگر وہ فجر سے پہلے غسل کر لے تو اسکے لئے افضل ہے۔ اور اگر فجر کے بعد غسل کرے تب بھی جائز ہے۔

"2" اس میں روزہ ہوتا ہی نہیں کیونکہ اگر کوئی شخص جماع کے دوران فجر کا وقت پائے اور نزع کے یہاں تک کہ فجر کا وقت آگیا تو اب وہ افطار کرے کیونکہ اس کا روزہ نہ ہوگا۔

دلیل:-

حضرت عائشہ اور ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حالت جنب میں جماع کی وجہ سے صبح فرماتے نہ کہ احتلام کی وجہ سے پھر وہ روزہ رکھتے۔

جواب:

اسامہ بن زید اور ان جیسی روایات منسوخ ہو چکی ہیں لہذا ان سے دلیل نہیں لی جائے گی۔

ماجاء فی الرخصۃ فی القبلۃ للصائم

عند المالکیہ:

امام مالک کے نزدیک روزے دار کے لئے بوسہ لینا، جوان اور بوڑھے دونوں کے لئے مکروہ ہے۔

دلیل:

وہ فرماتے ہیں کہ یہ ایک ایسی شئی ہے جو ناجائز کام کی طرف لے جاتی ہے اس لئے اسے (بوسے) کو بھی مکروہ قرار دیا جائے گا۔

عند الحنابلہ:

امام احمد بن حنبل فرماتے ہیں کہ دونوں (جوان و بوڑھے) کے لئے بوسہ لینا مباح ہے۔

دلیل:

وہ فرماتے ہیں چونکہ بوسہ لینا فی نفسہ مباح ہے تو اسے اسکی اباحۃ پر ہی باقی رکھا جائے گا۔

عند الاحناف والشوافع:

ان کے نزدیک جوان کے لئے بوسہ لینا مکروہ ہے اور بوڑھے کے لئے مباح ہے۔

نقلی دلیل:

عطاء بن یسار سے مروی کہ عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے صائم کے بارے میں بوسہ لینے کے متعلق سوال ہوا تو انہوں نے بوڑھے کے لئے رخصت دی اور جوان کے لئے مکروہ قرار دیا۔

عقلی دلیل:

اس لئے کہ بوڑھے شخص میں شہوت کم ہونے کی وجہ سے اس کا اپنے نفس پر قابو ہوتا ہے۔ اور جوان کے اندر شہوت زیادہ ہونے کی وجہ سے وہ اپنے نفس پر قابو نہیں پا سکتا۔

ما جاء فی الصیام فی السفر

عند الحنابلہ:

امام احمد بن حنبل علیہ رحمہ کے نزدیک سفر میں افطار افضل ہے

دلیل 1:

اللہ تعالیٰ کا قول "فعدۃ من أیام أخر"

دلیل 2: عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سفر کے

دوران روزہ نہیں رکھا کرتے تھے۔

عند ائمہ ثلاثہ:

ان کے نزدیک سفر کی حالت میں روزہ رکھنا افضل ہے۔

دلیل 1:

اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں ارشاد فرمایا "وان تصوموا خیر لکم ان کنتم تعلمون"

دلیل 2:

حضرت عائشہ، ابو الاسود، ابن عمر اور عمر بن میمون کا اسی پر عمل ہے۔

ما یفعل من قدم من سفر الخ

اگر کوئی رمضان میں سفر کے لئے نکلنے کا ارادہ کرے تو دو حال ہونگے 1 یا تو وہ دن کے وقت نکلنے سے پہلے افطار کرے گا 2 یا نکلنے کے بعد افطار کرے گا۔

بصورت اول:

ابن قاسم کے نزدیک:

"عتیبہ" میں فرماتے ہیں کہ اس پر کوئی کفارہ نہ ہوگا۔

عند الاحناف والشوافع:

یہ فرماتے ہیں کہ اس پر کفارہ لازم ہوگا امام مالک کا بھی یہی مؤقف ہے۔

بصورت ثانی:

دو حال ہیں 1 یا تو وہ فجر سے پہلے نکلا 2 یا فجر کے بعد پہلی حالت میں کوئی اختلاف نہیں اس بات میں کہ افطار جائز ہے۔

دوسری حالت:

عند الحنابلہ:

اس کے لئے افطار جائز ہے۔

عند ائمہ ثلاثہ:

اس کے لئے افطار جائز نہیں ہے۔

"مسئلہ"

پھر اگر اس نے افطار کر لیا دوسری حالت کے اعتبار سے تو،

عند الاحناف والمالکیہ:

افطار کرنے سے اس پر کفارہ لازم نہ ہوگا،

عند الشوافع:

اس پر کفارہ لازم ہوگا۔

"اضافی مسئلہ"

اگر کوئی رمضان کے مہینے میں ایسی علت کی وجہ سے افطار کرے جو (علت) فطر کو مباح کر دے تو علت زائل ہونے کے وقت بقیہ دن کے بارے میں اختلاف ہے۔

عند الشوافع:

اگر علت زائل ہو جائے مثلاً حائضہ

عورت حالتِ حیض میں آجائے یا مریض صحت مند ہو جائے تو بقیہ دن میں افطار جاری رکھ سکتا ہے۔

عند الاحناف:

اگر علۃ زائل ہو جائے تو بقیہ دن روزے دار کی طرح رہنا واجب ہے۔

"کفارۃ من أفطر فی رمضان"

پہلا اختلاف

عند الحنابلہ والشوافع:

ان حضرات کے نزدیک صرف جماع کی وجہ سے ٹوٹنے والے روزہ پر کفارہ ہوگا نہ کہ کھانے یا پینے کے ساتھ۔

دلیل:

امام زھری سے مروی حدیث میں یہ الفاظ ہیں کہ شخص نے جماع کیا پھر اس کا ذکر حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں کیا تو اس کو صرف جماع پر ہی باقی رکھا جائے گا۔

عند الاحناف والمالکیہ:

ان کے نزدیک عمداً جماع کے ساتھ ساتھ عمداً کھانے یا پینے سے جو

روزہ ٹوٹا اس کا بھی کفارہ لازم ہے۔

دلیل:

پہلی دلیل یہ کہ روزہ شریعت کی اصطلاح میں مطلقاً کھانے، پینے اور جماع سے رکنے کا نام ہے تو جب ان میں سے کوئی بھی صورت پائی گئی تو کفارہ لازم ہوگا۔

دلیل 2:

دوسری دلیل یہ کہ جس طرح جماع رمضان میں روزوں کے دوران گناہ ہے اور اس گناہ کا ازالہ کفارہ سے کیا جاتا ہے اسی طرح اکل اور شرب بھی گناہ ہے جس کا ازالہ کفارہ سے کیا جائے گا۔

دوسرا اختلاف

عند ائمہ ثلاثہ:

کفارہ صوم میں آزاد ہونے والے رقبہ کا مؤمن ہونا شرط ہے۔

دلیل:

حضرت سوداء والی حدیث میں حضور علیہ السلام کا یہ قول " أعتقها فانها مؤمنة " اس کے ساتھ وہ اس کو کفارہ قتل پر قیاس کرتے ہوئے ایمان کی شرط کا حکم لگاتے ہیں۔

عند الاحناف:-

ایمان کی وجہ سے ایمان والے رقبہ کو آزاد کرنا افضل ہے مگر شرط نہیں یعنی کافر کو بھی آزاد کر سکتے ہیں۔

دلیل:-

حضرت ابو ہریرہ رحمۃ اللہ تعالیٰ سے مروی کہ نبی علیہ السلام ؐ نے رمضان میں عمداً افطار کرنے والے کو کفارہ ظہار کی طرح کے کفارے کا حکم دیا۔ اور جب یہ مطلق ہے تو اس کو مقید نہیں کیا جائے گا۔

تیسرا اختلاف

عند الشوافع:-

کفارہ صرف مرد پر لازم ہو گا یہ شوافع کے دو قولوں میں سے ایک ہے۔

دلیل:-

بخاری شریف میں ان الفاظ کے ساتھ حدیث مروی ہے "اپنی طرف سے کھلا دے" اس سے پتا چلا کہ کفارہ صرف مرد پر تھا نہ کہ عورت پر۔

عند الجمہور:-

اگر عورت رضامندی کے ساتھ جماع کرے تو اس پر بھی

کفارہ لازم ہوگا۔ ورنہ لازم نہ ہوگا۔

حجامۃ الصائم

عند الحنابلہ:

روزے کی حالت میں حجامت کرانے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔

دلیل:

حضور علیہ السلام کا ارشاد "أفطر الحاجم والمحجوم"

دلیل 2:

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما روزے کی حالت میں حجامت کرواتے تھے پھر اسے ترک کر دیا اس کے بعد جب بھی روزہ رکھتے حجامت نہ کرواتے یہاں تک کہ افطار نہ کر لیتے۔

عند ائمہ ثلاثہ:

شوافع اور مالکیہ کے نزدیک اگرچہ مکروہ ہے مگر جائز ہے احناف کے نزدیک مطلقاً مباح ہے۔

دلیل:

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کہ حضور علیہ السلام روزے کی حالت میں حجامت کروایا کرتے تھے۔

دلیل 2+ جواب:

(1) حنابلہ کی بیان کردہ حدیث پر صحابہ اختلاف میں احتیاط کے پیش نظر عمل کیا کرتے تھے۔

(2) حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے جو حجامہ کو ترک کیا وہ بوڑھا اور کمزور ہونے کی وجہ سے روزہ ٹوٹنے کے ڈر سے ترک کیا نہ کہ ممنوع ہونے کی وجہ سے۔

(3) حنابلہ کی بیان کردہ دلیل 1 کی حدیث منسوخ ہو چکی ہے۔

صیام یوم عاشوراء

اس باب میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔

صیام یوم الفطر الخ

(1) حدیث میں ایام منیٰ سے مراد ایام تشریق ہیں۔

"2" بعض فقہاء کے نزدیک ایام تشریق ایامِ نحر کو ہی کہا جاتا ہے۔

"3" جمہور ائمہ کے نزدیک ایامِ تشریق یومِ نحر کے بعد والے تین دن ہوتے ہیں

(21)

النھی عن الاصال الخ

اس باب میں بھی کوئی اختلاف نہیں ہے۔

صیام الذی یقتل خطأ الخ

اللہ تعالیٰ کا قول:
"فمن لم یجد فصیام شھرین
متتابعین توبۃ من اللہ"
اس بارے میں اختلاف نہیں کہ کفارہ ظہار و کفارہ قتل خطا میں روزے لگاتار رکھنا ضروری ہے۔ نیز اس بارے میں اختلاف نہیں کہ حائضہ جب حیض سے فارغ ہوتی تو فوراً روزہ رکھنا واجب ہے۔
البتہ جب مریض جب صحت یاب ہوا تو اس پر علی الفور روزے کے وجوب میں اختلاف ہے

عند الشوافع:
علی الفور واجب نہیں ہے۔

دلیل:
مرض سے صحت یاب ہونے سے روزے پر قادر ہونا لازم نہیں آتا اس لئے انہوں نے قادر علی الصیام کی قید بھی لگائی۔

عند الاحناف والمالکیہ:
علی الفور واجب ہے۔

دلیل: قرآن کریم میں متتابعین کی قید ہے تو اس کو حتی الامکان لگاتار رکھنے کا حکم دیا

جائے گا اگر تاخیر کی تو دوبارہ شروع کرے گا۔

← مرض سے مراد کتنی حد ہے اس بارے میں اختلاف۔

عند الشوافع:

انگلیوں کے درد کی وجہ سے بھی روزہ رکھنے کی اجازت ہے یعنی مریض شمار ہوگا۔

دلیل: قرآن پاک میں "فمن کان منکم مریضاً" فرمایا اور یہ مطلق قلیل و کثیر مرض کو شامل ہے۔

عند الاکثر

اتنا مرض کہ روزہ رکھنے میں دشواری ہو تو اجازت ہے۔ **"دلیل"** اللہ تعالیٰ کا قول "یرید اللہ بکم الیسر و لا یرید بکم العسر"

مایفعل المریض فی صیامہ

اختلاف صرف مرض کا اعتبار کرنے میں ہے نہ کہ اباحتِ افطار میں۔

عند الشوافع:

اگر عضو کے زائل ہونے یا جان کے ہلاک ہونے کا خوف ہو تو مریض کے لئے روزہ نہ رکھنا مباح ہے۔

عند الاحناف:

اگر مرض میں زیادتی ہونے کا خوف ہو تو روزہ نہ رکھنے کی اجازت ہوگی۔ ورنہ نہیں۔

دلیلِ شوافع:

وہ تیمم والے مسئلے پر قیاس کرتے ہیں کہ جس میں پانی کے استعمال سے اگر عضو زائل ہونے یا ہلاکت کا خوف ہو

تو تیمم کی اجازت ہوتی ہے اسی طرح روزہ والے مسئلے میں بھی ہوگا۔

دلیل احناف:

کبھی کبھی مرض میں زیادتی بھی ہلاکت کا سبب بنتی ہے تو اس سے بھی احتراز لازمی ہوگا۔

"النذر فی الصیام و الصیام عن المیت"

اس باب میں اختلاف نہیں ہے صرف احناف کا موقف ہے اور اسکی دو حالتیں ہیں۔

(1)

اگر نذر غیر معین ہو تو نفلی روزہ رکھنا جائز ہے اس میں کراہۃ نہیں۔

(2)

اگر نذر زمانہ معین کی ہو تو اس میں نفلی روزہ رکھنا جائز نہیں بلکہ وہی لازم ہے۔

مسئلہ:

اگر کسی شخص نے کوئی نذر مالی جو روزے کے علاوہ تھی تو اسکی نذر ثلث مال سے پوری کی جائے گی۔

مسئلہ2:

عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے ایک سوال کے جواب میں فرمایا کوئی شخص نہ تو کسی کی طرف سے روزہ رکھے اور نہ ہی نماز ادا

کرے۔

اس صورت میں اختلاف درج ذیل ہے۔

عند بعض الشوافع:

میت کا ولی اس کی طرف سے روزہ رکھ سکتا ہے۔

عند الاحناف:

احناف کے نزدیک اس کی تین قسمیں ہیں۔

(1) وہ عبادات جس کا تعلق صرف مال کے ساتھ ہو اس میں نیابت صحیح ہے جیسے زکوٰۃ وغیرہ۔

(2) جن عبادات کا تعلق مال و بدن دونوں سے ہو اسکی نیابت میں اہلِ علم کا اختلاف ہے۔

(3) وہ عبادات جن کا تعلق صرف بدن سے ہے اس میں نیابت جائز نہیں جیسے صوم و صلوٰۃ۔

مسئلہ 3:

تمام ائمہ کا اس بات پر اتفاق ہے کہ اگر کسی نے مرض یا سفر کی وجہ سے افطار کیا تو اس کی قضاء میں لگاتار روزے رکھنا لازم نہیں ہے بلکہ تفریق کے ساتھ بھی رکھ سکتا ہے۔

دلیل:

قولِ تعالیٰ "فعدۃ من أیام أخر"

اس میں تتابع کی قید نہیں ہے اس لیے تفریق بھی مراد ہو گی۔ اگرچہ قیاس یہ ہے کہ ذمہ میں تعجیل کی نیت سے تتابع ہونا چاہیے۔

مسئلہ 4:

مسئلہ یہ ہے کہ اگر کسی نے عمداً روزہ کی حالت میں قے کی تو روزہ کی قضاء لازم ہے اور بلا اختیار قے آئی تو قضاء نہیں یعنی روزہ نہ ٹوٹا۔

دلیل:

عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی فرمایا جس نے عمداً قے کی تو اس پر قضاء ہے اور جس کو قے آئی تو اس پر کوئی قضاء لازم نہیں۔

مسئلہ:

اگر کسی نے بھول کر روزے کی حالت میں اپنی بیوی سے جماع کر لیا تو اس مسئلے میں اختلاف درج ذیل ہے۔

عند الحنابلہ:

اس شخص پر قضاء اور کفارہ دونوں لازم ہوں گے۔

عند المالکیہ:

اس پر صرف قضاء لازم ہو گی نہ کہ کفارہ۔

عند الشوافع والاحناف:

اس پر قضاء و کفارہ میں سے کچھ بھی لازم نہ ہو گا۔

قضاء التطوع

عند الشوافع:

امام شافعی علیہ رحمہ کے نزدیک

نفلی روزے کو توڑنا جائز ہے

دلیل:

وہ فرماتے ہیں کہ جب یہ روزہ رکھنا سنت ہے تو اس کو توڑنے میں کوئی کراہیت نہیں ہونی چاہیے۔ جیسا کہ جب اعرابی نے سوال کیا تھا کہ اس پر کونسا روزہ لازم ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تعالی نے فرمایا "رمضان کے روزے" پھر سوال کیا کہ کیا اس کے علاوہ بھی ہیں تو آپ علیہ السلام نے فرمایا نہیں مگر یہ کہ تو نفل روزہ رکھے

عند الاحناف والمالکیہ:

ان (امام مالک) کے نزدیک بغیر عذر کے اور احناف میں مطلقاً نفلی روزہ توڑنا جائز نہیں ہے۔

دلیل:

اللہ تعالی کا قول "أوفوا بالعقود" اور اس شخص نے بھی روزہ رکھ کر عقد کیا ہے تو اس پر مکمل کرنا بھی واجب ہوگا

"فدیہ من افطر فی رمضان"

اگر کوئی شخص اتنا بوڑھا ہو گیا کہ روزے پر قادر نہیں تو اس کے لئے کیا حکم ہے اس میں اختلاف ہے

عند المالکیہ:

ان کے نزدیک اگر وہ ان کے بدلے

کھانا کھلانا افضل ہے مگر لازمی نہیں۔

عند الشوافع:

ان کے نزدیک اس شخص پر ہر دن کے بدلے گندم کا ایک مد دینا لازم ہے۔

عند الاحناف:

احناف کے نزدیک اس شخص پر ہر دن کے بدلے گندم کا نصف صاع دینا واجب ہے۔

دلیل:

حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا
"جو اس حال میں فوت ہوا کہ اس پر روزوں کی قضاء تھی تو اس کے ولی ہر دن کے بدلے ایک مسکین کو کھانا کھلائیں

مسئلہ 2:

حاملہ اور مرضعہ کے لئے افطار کی اجازت ہے اختلاف اس بارے میں ہے کہ وہ دونوں اس کے بدلے کھانا کھلائیں گی یا قضاء کریں گی۔

ابن عمرو ابن عباس رضی اللہ عنہم کا موقف:

ان کے نزدیک وہ صرف کھانا کھلائیں گی ان پر قضاء کرنا لازم نہیں۔

عند الشوافع:

ان کے نزدیک وہ کھانا بھی کھلائیں گی اور قضاء بھی کریں گی۔

عند المالکیہ:

حاملہ صرف روزوں کی قضاء کرے گی نہ کہ کھلائے گی۔ اور مرضع کھانا بھی کھلائے گی اور قضاء بھی کرے گی۔

عند الاحناف:

وہ دونوں صرف قضاء کریں گی ان پر کھانا کھلانا لازم نہیں۔

دلیل:

اللہ تعالیٰ کا قول "فعدة من أيام أخر"۔ اور حاملہ ہونا بھی امراض میں ہی شمار کیا جاتا ہے۔

جامع قضاء الصیام

اس باب میں کوئی اختلاف نہیں۔

صیام الیوم الذی یشك الخ

اس موضوع میں تین طرح کے اقوال درج ہیں۔

(1) عند بعض الفقہاء:

ان کے نزدیک بندے پر رمضان کی نیت سے روزہ رکھنا واجب ہے نہ رکھنے کی صورت میں گناہگار ہوگا۔

(2) عند الشوافع:

ان کا قول یہ ہے کہ وہ نہ تو فرض روزہ رکھ سکتا ہے اور نہ ہی مطلقاً نفلی روزہ رکھ سکتا ہے۔

عند الاحناف و المالکیہ:

وہ شخص فرض روزہ نہیں رکھ سکتا اور اس کے علاوہ ہر نفلی روزہ رکھنے کی اجازت ہے۔

(3)

مسئلہ کو امام کی طرف پھیرا جائے گا تو وہ جیسا حکم لگائے گا ویسا ہی کیا جائے گا۔

"جامع الصیام"

اس باب میں مختلف موضوعات پر احادیث موجود ہیں تو جس موضوع پر اختلاف ہوا اسکی حدیث نمبر لکھی جائے گی (الیشذی) کی۔

حدیث: 634۔

عند الشوافع:

امام شافعی زوال کے بعد روزہ دار کے لئے مسواک کرنے سے منع فرماتے ہیں۔

دلیل:

وہ فرماتے ہیں کہ روزہ میں مسواک سے بو زائل ہو جائے گی حالانکہ حدیث کا تقاضا ایسا نہیں ہے۔

عند المالکیہ والاحناف:

فرماتے ہیں کہ روزے کی حالت میں ہر وقت مسواک کرنا مباح ہے۔

دلیل:

وہ فرماتے ہیں کہ بو کا تعلق معدہ کے ساتھ ہے نہیں فرماتے ہیں اگر مسواک سے بو زائل ہوتی ہے تو قبل زوال بھی ہونی چاہیے حالانکہ ایسا نہیں ہے۔

مسئلہ حدیث 635:

عند المالکیہ:

فرماتے ہیں کہ تر عود سے مسواک کرنا مکروہ ہے۔

عند الاحناف والشافعیہ:

ان کے نزدیک رطب، یابس دونوں طرح کی مسواک کرنا جائز ہے اس میں کوئی حرج نہیں۔

حدیث 635:

عند الشوافع والحنابلہ:

فرماتے ہیں کہ
رمضان میں روزہ کے بعد 6 روزے
شوال کے رکھنا مستحب ہے۔

دلیل:

حضور علیہ السلام کا قول "جس
نے رمضان کے روزے رکھے تو وہ 6
روزے شوال کے بھی ملا لے کہ یہ
صیامِ دھر میں سے ہو جائے گا۔

عند المالکیہ والاحناف:

قدیم احناف
کا موقف تھا کہ یہ مکروہ عمل ہے۔

دلیل:

امام مالک فرماتے ہیں کہ میں
نے کبھی کسی اہل علم یا فقہ سے اس کے
بارے میں نہ سنا اور نہ کرتے دیکھا۔
پھر فرماتے ہیں کہ اس میں یہ خوف
تھا کہ عوام اس کو فرض نہ سمجھ لے
اس لئے مکروہ قرار دیا۔

متاخرین:

راجح قول کے مطابق وہ
روزے رکھنا مباح ہے۔